بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علی النبیِ و آلہٖ -

التماسِ مصنّف

اس مسئلہ کی غلط فہمی سے کہ شریعت کو طریقت سے کیا نسبت اور تعلّق ہے مسلمانوں میں سخت افراط و تفریط ہو رہی ہے۔ بعض بلکہ اکثر جہّال تو اس بہانے سے کہ شریعت ظاہر ہے اور ظاہر بینوں کے لئے ہے تمام احکام شرعیہ کو جواب دے بیٹھے ہیں۔ شریعتِ مطہّرہ کے کسی حکم کا ادب اُن کے دل میں نہیں ہے۔ حتّٰی کہ نماز روزہ کو بھی جو نشانِ اسلام سمجھے جاتے ہیں۔ یہ نالایق ٹٹّی کی آڑ میں شکار کھیلنے والے صاف صاف لفظوں میں جواب دیدیتے ہیں اور کُھلے منہ بغیر مطلب سمجھنے کے ایسے ایسے راگ الاپتے ہیں ؎

نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ دے سجدا ✽ وضو کا توڑ دے کوزا شرابِ شوق پیتا جا

ایسے ہی جاہلوں کے زخم اٹھا کر بعض اہل شریعت طریقت اور تصوف سے منکر ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہی نمازیں جو ہم سیدھی ٹیڑھی پڑھتے ہیں بس یہی اصل اسلام ہیں یہی پیغمبر اسلام علیہ السلام کی تعلیم کا خلاصہ اور اصل ہیں مگر بغور دیکھیں تو دونوں کی رائے غلط۔ گو پہلے فریق کی تو اغلاط بلکہ کفر تک پہنچتی ہے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ اس رسالہ میں شریعت اور طریقت کی نسبت اور تعلق بتلاؤں جو پیغمبر علیہ السلام نے ان دونوں میں بتلایا ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ طریقت اور تصوف کا بیان مشکل ہے جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ ؎

فنّ التصوف ما ادق بیانہ متحیر فیہ لا مام الرازی

(یعنی تصوف کا فن ایسا باریک ہے کہ امام رازی رحمہ اللہ جیسے فاضل اجل اور باریک بین بھی اس میں حیران و سرگرداں ہیں) پھر مجھ جیسے کج مج زبان سے کیونکر اسکا مطلب ادا ہو سکے۔ مگر چونکہ اس مسئلہ کو بزرگانِ دین اور اکابر ملت قویم علماء کرام و صوفیائے عظام رضی اللہ عنہم نے جو شریعت اور طریقت کے مسلمہ امام ہیں واضح طور سے بیان کیا ہوا ہے لہٰذا انہی کی کتابوں سے نقل کر کے مسئلہ ہذا کی توضیح کرتا ہوں۔ الفضل للمتقدم +

(خاکسار مصنف)

شریعت اور طریقت

اس مسئلہ کی اصل بنیاد حدیث جبرئیل ہے جو بخاری ،مسلم کی روائت سے مشکواۃ کے شروع ہی میں منقول ہے جس کا یہ مضمون ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

عن عمر بن الخطاب قال بینما نحن عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب الی ان قال اخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک +

(الحدیث)

ایک روز ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک شخص مسافر کی شکل میں بڑے سفید کپڑوں والا آیا اُس نے ایمان اور اسلام کی بابت سوال کرکے یہ سوال کیا کہ حضرت! احسان کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت ایسی طرح سے کیا کر کہ گویا تو اُس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسکو نہیں دیکھتا تو تو بھی کوشش کئے جا کیونکہ وہ تجھے دیکھتا ہے"

یعنی جو کام کرو اُسے کمال اخلاص سے اور اس نیت سے کرو کہ خدا ہمارے اس فعل کو دیکھ رہا ہے +

ہر کام کے دو حصے ہوتے ہیں۔ایک ظاہر اور ایک باطن۔ظاہر تو یہی جو ہاتھ پاؤں وغیرہ سے حرکات ہوتی ہیں مثلاً نماز پڑھتے ہوئے جسمانی حرکات کا ہونا۔ہاتھوں کا اُٹھانا۔سر جھکانا زبان سے تکبیرات تسبیحات وغیرہ کا پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔یہ تو ظاہری افعال ہیں فقہاء اور علماء بھی انہی کے متعلق احکام بتلایا کرتے ہیں یعنی یہ کہ منہ اس طرف کرو ہاتھ یوں باندھو سر پہلے اور ہاتھ پیچھے اُٹھاؤ وغیرہ وغیرہ۔جو ظاہری احکام ہیں علماء اور فقہاء انہی ظاہری ارکان کی صحت دیکھکر نماز کی صحت کا فتوے دیدیا کرتے ہیں اور

یہی اُن کا منصب ہے۔ مگر باطنی فعل یعنی **اخلاص** اور صحت نیت یعنی یہ کہ کرتے ہوئے دلی توجہ فاعل کی اللہ تعالیٰ کی طرف پوری تھی یا نہیں اس پر چونکہ علماء کو اطلاع نہیں اسلئے اُس کی نسبت بالاجمال ہی حکم لگا سکتے ہیں کہ ہر کام میں نیت نیک چاہیئے پس اسی باطنی حصّہ کی اصلاح کا نام **تصوّف** یا **طریقت** ہے چنانچہ حضرت امام ربانی **مجدّد الف ثانی** قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

شریعت راسہ جزو است۔ علم و عمل و اخلاص۔ تا ایں ہر سہ جزو متحقق نشوند شریعت متحقق نہ شود و چوں شریعت متحقق شد رضائے حق سبحانہ و تعالیٰ حاصل گشت کہ فوق جمیع سعادات دنیویہ و اُخرویہ است و رضوان من اللہ اکبر پس شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویہ و اُخرویہ آمد و مطلبے نماند کہ ورائے شریعت دراں مطلب احتیاج افتد۔ طریقت و حقیقت کہ صوفیہ بآں ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند در تکمیل جزو ثالث کہ اخلاص ست پس مقصود از تحصیل آں ہر دو تکمیل شریعت است نہ امر دیگر ورائے شریعت "
(مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۶)

شریعت کے تین حصّے ہیں علم عمل اور اخلاص۔ جب تک یہ تینوں حصّے متحقق نہ ہونگے شریعت کا تحقق بھی نہ ہوگا اور جب شریعت متحقق ہو گی تو خدا تعالیٰ کی مرضی حاصل ہو جائیگی جو تمام دنیاوی اور اُخروی نیکیوں سے بڑھکر ہے کیونکہ خدا کی تھوڑی سی خوشی بھی بہت بڑی ہے۔ پس شریعت تمام دنیاوی اور اُخروی نیکیوں کی متکفل ہے اور کوئی مطلب شریعت سے باہر نہیں جس کی حاجت ہو۔ طریقت اور حقیقت جنکے ساتھ صوفیہ کرام ممتاز ہوگئے ہیں یہ دونوں تیسرے حصّہ کے کامل کرنے میں جسکا نام اخلاص ہے شریعت کی خادم ہیں پس ان دونوں (طریقت اور حقیقت) کی حاصل کرنے سے اصل مقصود شریعت ہی کی تکمیل ہے نہ شریعت کے سوا کوئی دوسری بات "

اسی جلد کے مکتوب ۴۸ میں فرماتے ہیں:۔

المقصود شریعت و حقیقت عین یکدیگر اند و در حقیقت از یک دیگر جدا نیستند۔

مطلب یہ ہے کہ شریعت اور حقیقت بالکل ایک ہی ہیں۔ ایک دوسرے سے جدا

فرق صرف اجمال و تفصیل است استدلال و کشف است۔ غیب و شہادت است الی ان قال۔ پس متحقق شد کہ خلاف شریعت علامت عدم وصول است بحقیقت کار۔ سائلے از خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالے سرہ الاقدس سوال کرد کہ مقصود از سیر و سلوک چیست فرمودند تا معرفت اجمالی تفصیلی گردد و استدلالی کشفی شود رزقنا اللہ سبحانہ الثبات والاستقامۃ علی الشریعۃ علماً وعملاً صلوۃ اللہ تعالی وسلامہ علی صاحبہا (مکتوب ۳۶)	نہیں فرق صرف اجمال اور تفصیل کا ہے اور استدلال اور کشف کا ہے (یعنی جو بات ظاہری علوم شرعیہ میں بالاجمال اور بالاستدلال ملتی ہے وہی طریقت میں بالتفصیل اور مشاہدہ سے نظر آتی ہے) پس ثابت ہوا کہ شریعت کا خلاف کرنا عدم وصول کی علامت ہے (یعنی جو کوئی صوفی کہلا کر شریعت کے خلاف کام کرتا ہے یہ سمجھو کہ وہ منزل مقصود پر نہیں پہنچا) ایک شخص نے حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ سیر و سلوک یعنی تصوف سے کیا مطلوب ہے۔ جواب دیا کہ اجمالی معرفت تفصیلی ہو جائے (یعنی جو شریعت میں بالاجمال روحانی حالات بتلائے جاتے ہیں وہ مفصل معلوم ہو جائیں اور جو امر عقلی یا نقلی دلیل سے سمجھا جاتا ہے وہ کشفی طور سے مشاہدے میں آجاوے۔"

اسی جلد کے مکتوب ۲۸ میں فرماتے ہیں:۔

بہترین مصقلہا در ازالہ آں زنگ اتباع سنت سنیہ مصطفویہ است علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیہ (مکتوب ۴۲)	غیر اللہ کی محبت دور کرنے میں سب سے اچھا آلہ اور تجویز اتباع سنت نبوی ہے۔"

جلد دوم کے مکتوب ۱۲ میں علماء اور صوفیا کے اعمال کا ذکر فرماتے ہیں کہ:۔

نصیب علماء ظواہر ازیں متابعت سید المرسلین بعد از تصحیح عقائد علم شرائع و احکام ست و عمل بمقتضائے آں علم۔ و نصیب صوفیائے علیا یا آنچہ علماء دارند احوال مواجید ست و علوم و	علماء ظاہر کا حصہ یہ ہے کہ بعد تصحیح کرنے عقائد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تابعداری کرتے ہیں اور صوفیاء کرام کا حصہ علماء کے حصے کے علاوہ احوال اور مواجید ہیں (جو ان پر کشفی طور پر وارد ہوتے ہیں) اور علوم حقہ اور معارف اور علماء راسخین کا

معارف ۔ ولعیب علماء راسخین کہ ورثہ انبیاء اند علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات باآنچہ علماء ظواہر دارند وباآنچہ صوفیا بآں ممتاز اند۔" (مکتوب ۱۳)

جو انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارث ہیں یہ ہے کہ دونوں (علماء ظاہر اور صوفیا) کے حصّوں کو جمع کر لیتے ہیں (یعنی احکام ظاہری کی پابندی کے علاوہ باطنی صفائی بھی انہیں اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے)

ایسا ہی حضرت مخدوم جہانی شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز اپنی مشہور کتاب **فتوح الغیب** کے مقالہ ۳۶ میں فرماتے ہیں کہ:۔

اجعل الکتاب والسنۃ امامک والظر فیھما واعمل بھما ولا تغتر بالقال والقیل والھوس قال اللہ تعالیٰ وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوہ واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب واتقوا اللہ ولا تخالفوہ فتترکوا العمل بما جاء بہ وتخترعوا الانفسکم عملا وعبادۃ کما قال اللہ جل وعلا فی حق قوم ضلوا عن سواء السبیل ورھبانیۃ ن ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم ثم انہ قد زکی ھو عز وجل نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم ونزھہ من الباطل والزور فقال وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ای ما اتاکم بہ من عندی لا من ھواہ ونفسہ فاتبعوہ

کتاب اللہ (قرآن شریف) اور سنت مطہرہ کو اپنا امام بناؤ اور انہی پر غور وفکر کیا کرو اور انہی پر عمل کیا کرو اور ادھر اُدھر کی قیل وقال اور بیہودہ ہوسوں سے فریب نہ کھایا کرو خدا فرماتا ہے جو کچھ تم کو رسول علیہ السلام دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں ہٹ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اُس کی مخالفت نہ کرو کہ جو احکام اللہ کے رسول علیہ السلام لائے ہیں اُن پر عمل کرنا چھوڑ دو اور اپنے پاس سے بدعتیں ایجاد کرنے لگو جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے گمراہ قوم (عیسائیوں) کے حق میں فرمایا ہے کہ انہوں نے رہبانیت (ترک دنیا) کی بدعت نکالی ہم نے اُن پر فرض نہ کی تھی۔ پھر خدا نے اپنے رسول صلی اللہ کو باطل اور جھوٹ سے پاک بتایا اور فرمایا کہ وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ جو اُس کی طرف وحی کی جاتی ہے اُسی سے بولتا ہے یعنی جو کچھ وہ تمہارے پاس لایا ہے وہ میرے پاس سے ہے نہ اُس کی

ثم قال ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ فبین ان طریق المحبۃ اتباعہ صلی اللہ علیہ وسلم قولاً وفعلاً الخ

(فتوح الغیب مقالہ ۴۳)

اپنی خواہش سے پھیر خدا نے فرمایا اے نبی تو کہہ اگر تم اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری تابعداری کرو خدا تم سے محبت کریگا پس واضح کر کے بتلا دیا کہ محبت کا طریق سرف یہی ہے کہ ہر ایک قول و فعل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جاوے۔"

ایسے دو جلیل القدر بزرگوں کی شہادتوں سے جو امر ثابت ہوا ہے وہ یہ ہے۔ کہ شریعت کے دو حصے ہیں۔ ظاہر اور باطن۔ یعنی ظاہری اعمال نماز روزہ وغیرہ اور باطنی تعلقات خداوندی جو بندوں کو خالق سے وابستہ کرتے ہیں۔ ظاہری اعمال کی درستی اور اُن کے قواعد بتلانا تو ظاہری علماء کا کام ہے۔ باطنی تعلقات کی پختگی اور درستی صوفیائے کرام کی صحبت کا اثر ہے۔ لیکن کون صوفی؟ وہ نہیں جو صوف کے کپڑے پہنتے ہوں۔ بلکہ وہ جن کا تعلق باطنی خدا سے مضبوط ہو۔ یا یوں کہو کہ صوفی وہ ہے جو شریعت کے دونوں حصوں (ظاہری اور باطنی) پر عامل ہو۔ پس ایسے تصوف اور ایسی طریقت سے کون انکاری ہے؟ اِلَّا مَنْ سَفِہَ نَفْسَہٗ رزقنیہ اللہ وجعلنی ممن یحبونہ۔ اللھم ارزقنی حبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنی الی حبک

پس تصوف ہی پر عمل کرنے یا یوں سمجھئے کہ صوفی بننے کی تاکید کرنے کو خدا تعالےٰ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً (یعنی اے مسلمانو! پورے اسلام پر عمل کرو یعنی ظاہر باطن شریعت کے دونوں حصوں کی تکمیل کرو ورنہ ظاہری ارکان کسی کام نہ آویں گے۔ بغیر تصوف یعنی بغیر اخلاص کامل جو ارکان شریعت ادا کئے جائیں اُن کی نسبت خداوند تعالےٰ نے صاف فرمایا ہے:-

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

یہ کوئی نیکی کا کام نہیں کہ مشرق کو یا مغرب کو منہ پھیرا کرو"

(یعنی بغیر اخلاص اور بغیر تکمیل حصہ باطن نماز ادا نہ کرو) کسی اہل دل نے انہی معنی

کی طرف اشارہ کرکے کہا ہے ؎

نمازِ جاہلاں سجدہ سجود است نمازِ عاشقاں ترکِ وجود است

یعنی کامل بندوں کی نماز میں بڑا جزا اخلاص کامل ہوتا ہے وہ اُس کی تکمیل پر زیادہ زور دیتے ہیں اور ذرہ ذرہ ظاہری ارکان پر نہیں لڑا کرتے کہ کسی شخص نے رفعیدین یا آمین بالجہر کردی تو بس آگ بگولہ ہوگئے اور حکم دے دیا کہ اس کے ساتھ مل کر نماز جائز نہیں ۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ ظاہری ارکان ادا ہی نہیں کرتے کلاّ ثم حاشا وکلاّ +

اس امر کی مثال (کہ تصوف سے باطنی تعلق کی تکمیل کیونکر ہوتی ہے) حضرت حجۃ اللہ استاد الہند شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ رسالہ ہمعات میں فرماتے ہیں:۔

"ہیچ چیز در تحصیل ایں معنی از ملاحظہ مجادبہ بین اللہ وعبدہ چنانچہ در حدیث قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی بداں اشارت است نافع تر نیست" (صفحہ ۱۹)

عبارت مرقومہ کا مطلب بتلانے سے پہلے اُس حدیث کا مضمون بتلانا ضروری ہے ۔ جس کی طرف شاہ صاحب نے اشارہ کیا ہے:۔

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ خدا فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے میں اور اپنے بندے میں تقسیم کردیا ہے ۔ میرا بندہ جب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہے تو میں کہتا ہوں حمدنی عبدی (میرے بندے نے میری حمد کی) اور جب اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے اثنی علی عبدی (میرے بندے نے میری تعریف کی) اور جب مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْن کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے مجدنی عبدی (میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ہے) اور جب اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے ھذا بینی وبین عبدی ولعبدی ماسأل یہ میرے اور میرے بندے میں مشترک ہے کیونکہ میری تعریف ہے اور بندے کی دعا ہے اور جو بندے نے مجھ سے طلب کیا ہے وہ اُس کو ملیگا اور جب کہتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم اخیر تک تو خدا

فرماتا ہے کہ هٰذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ (یہ میرے بندے کی دعا ہے اور جو بندے نے سوال کیا ہے وہ اُس کو ملیگا) +

یہ ہے مضمون حدیث شریف کا جس کی طرف شاہ صاحب نے اشارہ فرمایا ہے کہ دلی کدورت کو دُور کرنے اور صفائی حاصل کرنے کے لئے اس سے زیادہ مفید کوئی چیز نہیں کہ حسب فرمودہ سرور کائنات نماز میں ہر ایک جملہ پر نمازی یہ خیال رکھے کہ خدا کی طرف سے مجھے جواب ملا ہے کہ حمدنی عبدی وغیرہ ذالک اس طرح غور و فکر کے ساتھ نماز پڑھنے سے دل میں اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہوتی ہے یہ تو ایک مثال ہے اسی طرح تمام کاموں کو سمجھنا چاہیئے۔ اسی نیک عادت کے مضبوط اور مستقر کرنے میں نیک لوگوں کی صحبت کو دخل ہے یہی وجہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا ہے يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ یعنی خدا نے اپنا رسول بھیجا ہے جو اُس کے احکام لوگوں کو سُناتا ہے اور اُن کو پاک کرتا ہے۔ کتاب اور دانائی کی باتیں سکھاتا ہے) تعلیم اور وعظ کے علاوہ تزکیہ کا لفظ بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا گیا ہے تصوف کی اصل الاصول ہے۔ یہی تزکیہ تصوف اور طریقت کے قواعد سے حاصل ہوتا ہے یعنی اندرونی صفائی جسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے پروردگار کی عبادت دل لگا کر اور ہمہ تن متوجہ ہو کر کرتا ہے۔ دنیا وما فیہا سے سرد مہر رہتا ہے ہر وقت اُس کو یہی دُھن رہتی ہے کہ میرا مالک مجھ سے راضی ہو جائے اور میں دنیا سے خسارے کے ساتھ واپس نہ جاؤں +

نیک صحبت یا صوفیائے کرام کی مصاحبت کی مثال ایسی سمجھو کہ ایک شخص مبتدی عبارت بطور خود لکھتا ہے کوئی حرف غلط لکھتا ہے تو کوئی صحیح بھی لکھ لیتا ہے غرض اس کی تحریر ایسی تو ہوتی ہے کہ مضمون سمجھ میں آسکے۔ لیکن کسی سرکاری دفتر میں کام نہیں کر سکتا جبتک کہ بہت بڑی مشق اور مہارت پیدا نہ کرلے۔ یا یوں سمجھو کہ ایک شخص نے پہلوانوں کے تمام داؤ ایک ہی دن میں سیکھ لئے لیکن وہ اتنے

ہی سے کسی بڑے مشاق پہلوان سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ٹھیک اسی طرح سمجھو کہ انسان پر بعض دفعہ جو ایک حالت وارد ہوتی ہے کہ وہ دُنیا کو بالکل فضول سمجھ کر گھڑی دو گھڑی تک ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ مگر یہ حالت اسکی غیر مستقر ہوتی ہے۔ اسی حالت غیر مستقرہ کو مستقر کرنے میں نیک لوگوں کی صحبت کو دخل ہے۔ اسی لئے صحابہ کرام جو سید الانبیاء کے صحبت یافتہ تھے تمام مسلمانوں سے افضل ہیں۔

نتیجہ تصوّف و طریقت

اس تمام تقریر سے جو اوپر بیان ہوئی ہے یہ امر بالوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ صوفیائے کرام و اولیائے عظام کی محبت اور اُن کی تعظیم و تکریم ایمان کی علامت ہے اور اُن سے بُغض و عناد رکھنا گمراہی اور ضلالت ہے۔ کیونکہ **اولیاء اللہ اور صوفیائے کرام** شریعت کا ایک صحیح نمونہ ہیں بلکہ یوں سمجھئے کہ شریعت کی اُنھوں ہی نے تعمیل کرکے دکھائی ہے۔ پھر کیا جو شخص شریعت کی پابندی کرے بلکہ اس کا صحیح نمونہ ہو اُس سے کینہ و عداوت رکھنے والا ایماندار اور مسلمان ہو سکتا ہے؟ **حاشا و کلّا** حدیث قدسی میں ہے

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (الحدیث)	"خدا فرماتا ہے جو کوئی میرے ولی سے عداوت رکھے میرا اُس سے اعلان جنگ ہے۔"

اس لئے کہ سرکاری سپاہی کی توہین اور تذلیل کرنا کون نہیں جانتا کہ بادشاہ سے مقابلہ کرنے کے برابر ہے۔ مگر غور طلب بات یہ ہے کہ تعظیم و تکریم کے کیا معنی ہیں؟ عیسائی اور مسلمان دونوں قومیں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تعظیم کرتی ہیں۔ مگر دونو کی تعظیم میں فرق ہے۔ عیسائی تو حضرت عیسٰی کو خدا اور خدا کا بیٹا اور معبود سمجھنا تعظیم جانتے ہیں۔ مگر مسلمان ایسی تعظیم کو کفر کہتے ہیں کیونکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے

خود ایسی تعظیم سے منع فرمایا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تعظیم وتکریم بھی وہی درست اور صحیح ہے جو ان بزرگوں کی منشاء کے مطابق ہو۔ پس آجکل جو ان بزرگوں کی تعظیم وتکریم میں خود ان بزرگوں کے خلاف منشاء زیادتیاں ہو رہی ہیں وہ ہرگز تعظیم نہیں بلکہ بے ادبی ہے جس سے ناحق اُن بزرگوں کو قیامت کے دن خدا کے سامنے جوابدہی لازم ہوگی جیسا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام اور دیگر صلحاء کی بابت قرآن شریف میں مذکور ہے:۔

يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا (سیپارہ ۱۸۔ رکوع ۱۷)

کہ جس روز اللہ انکو اور اُنکے معبودوں کو جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب کو جمع کریگا تو کہیگا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا کہ تم سے دعائیں مانگتے رہے) یا وہ خود ہی گمراہ ہوئے۔ وہ کہینگے خداوندا تو پاک ہے ہمیں تو خود لائق نہیں تھا کہ ہم تیرے سوا کسی کو اپنا متولی سمجھیں مگر تو نے انکو اور ان کے باپ دادوں کو فراخی دی تھی اسلیئے یہ لوگ نصیحت کو بھول گئے اور تباہ ہوئے"۔

بڑی بے ادبی جو بزرگان دین اور اولیاء کرام کی کی جاتی ہے یہ ہے جو اُن کے خلاف منشاء اُن سے استمداد اور حاجت روائی طلب کیجاتی ہے مثلاً تکلیف کے وقت یہ وظیفہ پڑھنا کہ امداد کن امداد کن۔ از بند غم آزاد کن۔ در دین و دنیا شاد کن۔ یا شیخ عبد القادرا یا مثلاً شیئاً للہ یا عبد القادر جسکے معنے ہیں اے پیر صاحب! کچھ دیجیئے جسکی کوئی تعیین بھی نہیں کہ وہ کیا ہے سراسر ان کے خلاف منشاء ہے کیونکہ حضرت محبوب سبحانی مخدوم جہانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فتوح الغیب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

اذا سالت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله ولوجهد العباد ان

جب تم سوال کرو اللہ ہی سے کیا کرو اور جب تم مدد چاہو اللہ ہی سے چاہو اگر تمام بندے

ينفعوك بشيئ لم يقضه الله لك لم يقدروا عليه ولو جهد العباد ان يضروك بشيئ لم يقضه الله عليك لم يقدروا الى ان قال ينبغي لكل مومن ان يجعل هذا الحديث مرأة لقلبه وشعاره ودثاره وحديثه نيعمل به في جميع حركاته وسكناته حتى يسلم في الدنيا والآخرة ويجد العزة فيهما برحمة الله عزوجل (فتوح الغيب مقاله ۴۳-)

ما سال الناس من سال الا لجهله بالله عزوجل وضعف ايمانه ۔

(مقالہ ۴۳)

تمہیں کسی قسم کا نفع پہنچانا چاہیں جو خدا نے تمہاری قسمت میں نہیں کیا تو کبھی بھی تمہیں نفع نہیں پہنچا سکینگے اور اگر تمام بندے ملکر کوشش کریں کہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائیں جو خدا نے تمہارے مقدر میں نہیں کیا تو کبھی نہیں پہنچا سکتے۔ اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد پیران پیر صاحب فرماتے ہیں کہ ہر ایک ایماندار کو لازم ہے کہ اس حدیث کو اپنے دل کا شیشہ بنالے اور اپنا نیچے اوپر کا اوڑھنا اور تمام حرکات سکنات میں اسی حدیث کو اپنا دستور العمل بنالے تاکہ دنیا اور آخرت میں سلامت رہے اور دونوں جہانوں میں اللہ کی رحمت سے حصہ لے سکے" مقالہ ۴۳ میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی اللہ کے سوا کسی مخلوق سے سوال کرتا ہے وہ خدا سے ناواقفی اور ضعف ایمان کی وجہ سے کرتا ہے یعنی ایسے شخص کو خدا کی معرفت نہیں اور اُس کا ایمان کمزور ہے۔

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کو ہرگز منظور نہیں کہ کوئی شخص ان سے استمداد کرے یا ان کے نام کے وظیفے پڑھے یا اُٹھتے بیٹھتے **یا شاہ جیلان یا شیئاً للہ** کہے۔ بس جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف منشاء تعظیم در اصل تعظیم نہیں بلکہ توہین ہے۔ اسی طرح حضرت مخدوم جہانی قدس سرہ العزیز کی ایسی تعظیم جو آج کل جاہل لوگ کرتے ہیں بوجہ اُن کے منشاء کے مخالف ہونے کے ہرگز تعظیم نہیں بلکہ خلاف اور شقاق ہے۔

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب اولیاء اللہ سے امداد طلب نہ کی جائے تو پھر اُنکی بزرگی ہی کیا ہے اُن کی بزرگی کے معنے ہی کیا ہوئے ؟

افسوس ہے کہ مسلمانوں کی سادگی کی یہانتک نوبت پہنچ چکی ہے وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا اولیاء اللہ کی فضیلت کم ہے کہ اُن کی تابعداری کا ہم کو حکم ہے وہ خدا کے نیک بندے ہیں اُن کی دعائیں اکثر خدا قبول فرماتا ہے وہ قبر اور قیامت کے عذاب سے محفوظ ہیں چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ - یعنی نیک بندے قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے بیخوف ہونگے" یہ نہیں کہ اُن کو خدائی میں کسی طرح کا دخل ملگیا ہے - خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ط (پاک ہے وہ ذات جس کے قبضے میں سب چیزوں کا اختیار ہے اور وہ سب مخلوق کو جانتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی محبت ایمان ہے اور عداوت بے ایمانی کا نشان ہے - ایساہی برخلاف حکم قرآن وحدیث اور اُن کے منشاء کے مخالف اُن سے استمداد کرنا اور اُٹھتے بیٹھتے اُن کے نام کا وظیفہ پڑھنا بھی اسلام اور ایمان کے خلاف ہے - مولوی خرم علی بلہوری مرحوم نے کیا ہی اچھا کہا ہے ؎

نظم

ارے لوگو! زباں اپنی کو روکو
بزرگوں سے نہیں انکار ہم کو

خدا لعنت کرے اُس روسیاہ پر
کہ جس کے دل میں ہو بغض پیمبر

جسے کچھ بغض ہووے اولیا سے
ہمیشہ ابر لعنت اُس پہ برسے

پر اتنا اور بھی سن رکھئے حضرت!
جو حق پر نا چلے اس پر بھی لعنت

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ
اے ہمارے پروردگار ہمیں اور ہمارے بزرگوں کو جو پہلے ایماندار گذر چکے ہیں بخشدے اور ہمارے
قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ
دلوں میں ایمانداروں کا کینہ پیدا نہ کر اے ہمارے مولا! تو ہی بڑا مہربان رحم کرنیوالا ہے

آمین

مسدس در بیان توحید

تجھے اے بوالہوس کیا ہو گیا ہے — عبث کیوں در بدر یوں پھر رہا ہے
ولی سے گہ نبی سے التجا ہے — نہیں کیا اب تلک تو نے سنا ہے
خدا فرما چکا قرآں کے اندر — میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر

وہی دے جسکو چاہے عزت و جاہ — کرے چاہے خوار و ذلیل آہ
مصیبت میں اُسی سے تو مدد چاہ — نہ گمراہوں کی صورت ہو تو گمراہ
نہیں طاقت سوا اُسکے کسی میں — کہ کام آوے تمہاری بیکسی میں

پڑے ہیں بوجھ یہ تیری تو پتھر — جو ناحق مانگتا پھرتا ہے در در
ولی اور غوث اور سارے پیمبر — بلاشک جان ہیں محتاج داور
جو خود محتاج ہووے دوسرے کا — بھلا اُس سے مدد کا مانگنا کیا

تجھے شیطاں نے بہکایا ہے اے خام — کرے ہے بت پرستوں پہ تو الزام
مگر جو قبر پوجیں صبح اور شام — کہے افسوس اُنہیں تو اہل اسلام
خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا — یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا

غضب ہے بعضے مسلم جان کر بھی — کیا کرتے ہیں اس سے چشم پوشی
سزائے شرک کو سمجھے ہیں ہلکی — دلے یہ یاد رکھیں خوب وہ بھی
خبر قرآن میں ہے یہ محقق — نہ بخشیگا خدا مشرک مطلق

محمدؐ مصطفےٰ عالم کے سردار — رحیم اُمتانِ معصیت کار
بروزِ حشر ہونگے اُس سے بیزار — نہ بخشیگا خداوند اُس کو زنہار
معاذ اللہ جسے اُس نے نہ بخشا — مقرر وہ جہنم میں پڑیگا

نہیں بالکل تمہارے دل میں ایماں — عبث کہلاتے ہو صاحب مسلماں
تمہارا دعوئ ایماں ہے بہتاں — سمجھتے ہی نہیں کیا شے ہے ایماں
اگر قرآن کو سچ جانتے ہو — تو پھر تم مُنتیں کیوں مانتے ہو
کبھی ہو مانتے منت نبیؐ کی — گہے حسنینؓ کی گاہے علیؓ کی

کبھے پیروں کی اور گاہے ولی کی | کبھے سدو جی شیطاں کے وصی کی
تمہیں یہ طور یہ بد کس نے سکھایا | پیمبر نے کہاں ہے یہ بتایا
نہیں رستہ یہ ہرگز مصطفےٰ کا | نہ اصحاب کرام با صفا کا
نہ اہلِ اجتہادِ پارسا کا | مطیعانِ طریق مجتبےٰ کا
ہے شیطاں دشمنِ اولادِ آدم | سکھاتا ہے وہی راہِ جہنم
ہمیشہ در پئے مکر و دغا ہے | جہاں بہکے یہ اس کا مدعا ہے
کوئی کب داؤں سے اسکے بچا ہے | جہاں کو درہم و برہم کیا ہے
کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا | کسی کو ہے وہ قبروں پر جھکاتا
سجھائی کافروں کو بت کی تکریم | کرائی پتھروں کی اُن سے تعظیم
مسلمانوں کو دیکھا اُس نے پُر بیم | اُنہیں ظالم نے دی قبروں کی تعلیم
غرض اللہ سے دونوں کو روکا | بھلا کر راہ جا خندق میں جھونکا۔
تمہارے قول و فعل اللہ اکبر | مشابہ کافروں کے ہو گئے پر
خیال اتنا نہیں تم کو ذرا در | کہ اس سے کر گئے ہیں منع سرور
مسلمانو ذرا سوچو تو دل میں | پھنسے ہو کس طرح تم آب و گل میں
ہمیشہ قبر ہی پوجا کئے یار | خدا کو بھول بیٹھے دل سے اک بار
پکارا اولیا کو دن میں سو بار | لیا نام خدا منہ سے نہ زنہار
بہت غفلت میں سوئے اب تو جاگو | خدا کے ہوتے بندوں سے نہ مانگو
نہیں یہ تاب اور طاقت کسی کی | تمہیں نفع و ضرر پہنچائے کچھ بھی
جو چاہے وہ وہی کرتا ہے یعنی | نہیں ہے یہ جگہ دم مارنے کی
وہ مالک ہے سب آگے اسکے لاچار | نہیں ہے کوئی اُسکے گھر کا مختار
خدا سا کون ہے معطی توانا | ہر اک بندے کی امیدوں سے دانا
سمجھ کیا ہو گئی تیری روانا | میاں یا ہو گیا ہے تو دیوانا
وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے | جسے تم مانگتے ہو اولیا سے
عجائب جہل ہے عالم میں پھیلا | جو مانیں حق کو سو وہ بات ہے کیا
جو سمجھا دیں انہیں سیدھا تو الٹا | سمجھتے ہیں بجا ایسوں سے مولا

بیان شرک سن کہتے ہیں مردک | کہ منکر ہیں بزرگوں سے بلاشک
بتاتا ہے کوئی منکر نبیؐ سے | کوئی حسنین سے کوئی علی سے
کوئی کہتا پھرے ہے بیخودی سے | اجی صاحب یہ منکر ہیں ولی سے
ارے لوگو زباں اپنی کو روکو | بزرگوں سے نہیں انکار ہم کو
ہمیں انکار گر ہوتا نبیؐ کا | تو پھر کیوں چلتے ہم اُن کا طریقہ
مسلماں ہی نہ کہلاتے ہم اصلا | ولے اپنا تو یہ ہے قول سچا
خدا لعنت کرے اُس رُوسیاہ پر | کہ جس کے دل میں ہو بغضِ پیمبر
جو ہوتے دشمنِ آلِ پیمبر | تو تیری طرح ہم بھی شاد ہو کر
محرم کو مناتے عید کر کر | نہ لاتے یہ سخن ہرگز زباں پر
جسے ہو بغض آلِ مصطفےٰ کا | خدا اُس کو کرے دوزخ کا کندا
بُرا گر جانتے حضرت علیؓ کو | تو بد کیوں کہتے ہم پھر خارجی کو
خدارا جہل پر اتنا نہ پھولو | ذرا یہ قول مولانا کا سن لو
جسے اصحابِ حضرت سے ہو لاگا | رہے ہر دم خدا کی اُس پہ ٹھپکا
خدایا مشرکوں کو کیجیو خوار | نہ جوڑیں تہمتیں نا ایسی زنہار
نہیں ہے اولیا سے ہم کو انکار | رکھے حق دور ہم کو اس سے سو بار
جسے کچھ بغض ہووے اولیا سے | ہمیشہ ابرِ لعنت اُس پہ برسے
جو بدلے معنئے آیاتِ محکم | دیا مانے نہ قولِ فخرِ آدم
دیا رتبہ نبیؐ کا سمجھے کچھ کم | دکھاوے حق اُسے نارِ جہنم
اور اتنا اور بھی سن رکھئے حضرت | جو حق پر نا چلے اُس پر بھی لعنت
نصیحت کرتے کرتے ہم گئے ہار | اثر ہوتا نہیں پر تم کو زنہار
یہ پھر بھی کہتے ہیں تم سے بتکرار | خدارا چھوڑ دو رسمِ شرک کفار
ہمارا کام سمجھانا ہے یارو | اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو
اگر مانو تو اس میں بہتری ہے | نہ مانو گے تو پھر جا گہ وہی ہے
تمہیں نسریں کسی کی کیا پڑی ہے | یہاں خود اپنے سر پر آ بنی ہے
تو اپنے حال میں کچھ سوچ خود تم | زباں اب بند کر واللہ اعلم (شریعت کا کوڑا)

تمت